سندھ کا نظام قضاء ـــ ایک تاریخی جائزہ

ڈاکٹر احمد اقبال

قضاء شرعی

کائنات کا سارا نظام اللہ تعالی کے عدل پر قائم ھے ۔ "وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ " (۱) (اللہ تعالی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ھے) ۔ وھی عدل و انصاف کا سرچشمہ ھے ۔ اسکی مرضی ھے کہ زندگی کے ھر شعبہ میں عدل جاری ھو ۔ اسی غرض کیلئے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجے تاکہ انسانی زندگی میں عادلانہ نظام قائم ھو اور بندگان خدا ظلم و تعدی سے محفوظ رھیں ۔ ارشاد ربانی ھے " يَا دَاؤُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِيْ الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ . (۲) " (اے داؤد ھم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ھے لہذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ذریعہ فیصلے کرو) اسی طرح اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا " فَاحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ " ۔ پس تم فیصلہ کرو اسی (قانون) کے مطابق جو اللہ نے نازل کیا ھے ۔

نظام قضا کا قیام فرض کفایہ ھے ، امت میں کبھی بھی اس امر میں کوئی اختلاف نہیں رھا کہ نظام قضا کا قیام سب کا مشترک فریضہ ھے ۔ امام محمد نے قضاء کو ایک ایسا محکم فریضہ قرار دیا ھے جو منسوخ نہیں ھو سکتا (۳) ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

قول ھے „ ان القضاء فریضه محکمة و سنة متبعة „ ، (قضا ایک محکم ذمه داری ھے اور واجب العمل قانون ھے) ۔ سربراہ حکومت کیلئے قاضیوں کا تقرر اور عدالتوں کا قیام فرض عین کی حیثیت رکھتا ھے اس لئے که یه چیز عوام کے ان حقوق میں سے ھے جنکی بہرحال نگہداشت ہونی چاھئیے (۴) ۔ نبی کریم صلی الله علیه وسلم جب مدینه تشریف لائے اور وھاں شہری مملکت قائم ھوئی تو آپ نے اسکا دستور وضع فرمایا جسے دنیا کا پہلا تحریری دستور تسلیم کیا جاتا ھے ۔ اس میں انقلابی نوعیت کا ایک حکم یه بھی دیا که انصاف اور فیصله کرنا ھر فرد کی نہیں بلکه حکومت کی ذمه داری ھوگی ۔ یعنی اگر کسی کو نقصان پہنچا ھے تو وہ براہ راست خود سزا نہیں دیگا بلکه مرکزی عدالت سے رجوع کریگا ۔ پھر اسی ابتدائی عہد ھی سے مدینه میں دو نئے ادارے قائم ھوتے ھیں ایک مفتی کا اداره اور دوسرا قاضی کا (۵) ۔ مفتی کا مطلب یه ھے که وہ فتویٰ دے ، قانون کے نفاذ کی ذمه داری اس کے فرائض میں داخل نہیں ، جبکه قاضی کی یه ذمه داری ھے که فریقین کے بیانات سنکر یا بر سر موقعه جا کر حالات معلوم کر کے فیصله کرے ۔

منصب قضاء کی فضیلت ۔

عن الحجاج بن ارطاة ان ابن مسعود رضی الله عنه کان یقول : „لان اقضی یوما و اوافق الحق والعدل احب الی من غزو سنة او قال مائة یوم „ ۔ (حجاج بن ارطاة سے روایة ھے که حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه فرمایا کرتے تھے ایک دن میں بطور قاضی کام کروں اور اس میں حق و عدل کے مطابق کام کروں یه مجھے ایک

سـال جہـاد یا سـو دن کے جہاد سے زیادہ محبوب ھے) (٦)۔ وجہ ظاھر ھے ، جہاد مقصود بالذات نہیں بلکہ وسیلہ اور ذریعہ ھے ، جبکہ عدل بالحق اور اقامت قسط مقصود بالذات ھے ۔ مقدمات کا فیصلہ کرنا فرض کفایہ ھے ۔ سـربراہ حـکومت کا فرض ھے کہ وہ ھر علاقہ میں قاضی مقرر کرے ۔ جہاں تک اس کے فرض کفایہ ھونے کا تعلق ھے تو اللہ تعالی کا ارشاد ھے „ كُوْنُوْا قَوَامِيْنَ بِالْقِسْطِ „ (یعنی عدل و انصاف کے قائم کرنے والے بنو) نیز یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک قسـم ھے ۔ اور یہ دونوں کام فرض کفـایہ ھیں ۔ پس جو لوگ اس منصب کی صلاحیت اور اھـلیت رکھتے ھیں وہ اس فرض کی انجام دھی کیلئے آگئے بڑھـ کر اسکو قبول کر لیں تو باقی سب لوگ اسکی ادائیگی سے بری الذمـہ ھو جائینگے ۔ اگر سب ھی اھلیت والے اس منصب کو قبول کرنے سے باز رھینگے تو ساری امت گنہگار ھو گی (٧)۔ وہ شخص جس کو یہ خطرہ لاحق ھو کہ اگر اس نے قاضی کا عہدہ قبول نہ کیا تو اس کے یا دوسروں کے یا سب کے حقوق ضائع ھو جائینگے تو اس شخص کیلئے منصب قضاء قبول کرنا فرض عین ھے (٨)۔

سندھـ میں قضاء شرعی کا آغاز

سندھـ کا اسلام سے تعلق قرن اول ھی سے ھے ۔ ایک روایت یہ بھی ھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اھل سندھـ کو دیکھا بھی ھے ۔ نـبوت سے پہلے تجارتی سلسلہ میں آنحضور „ دبا „ نامی بندرگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے ۔ یہ بندرگاہ اس علاقہ میں واقع تھی جسے آج کل ھم „ الدماء „ اور „ الخطیف „ کا نام دیتے ھیں ۔

بہرحال دبا میں ایک بین الاقوامی نوعیت کا میلہ منعقد ہوتا تھا جس میں ہندی ، سندھی ، چینی ، رومی ، اور ایرانی سب ہی علاقوں کے لوگ آیا کرتے تھے ۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے یہ ہے کہ دبا میں آنحضورؐ کے اہل سندھ و چین کو دیکھنے اور ان سے ملاقات کرنے کا قوی امکان ہے (۹) ۔ عہد فاروقی میں سندھ کے سبابجہ احامرہ اور بیاسرہ قبائل جو مصر اور تبوک کے راستوں میں آباد تھے مشرف بالاسلام ہو چکے تھے (۱۰) ۔ مگر سندھ کا اسلام سے صحیح تعلق اور اس کا باب الاسلام بن جانا پہلی صدی ہجری کے آخری سالوں میں محمد بن قاسم کے وقت کی بات ہے ۔ ۹۴ ھ میں محمد بن قاسم نے الور فتح کیا جسکا گورنر احنف بن قیس بن اسدی کو مقرر کیا اور قضاء شرعی کا نظم قائم کرنے کیلئے موسی بن یعقوب ثقفی کا انتخاب کیا ۔ دعوت و ارشاد کی ذمہ داریاں بھی ان کے سپرد کیں ۔ موسیٰ ثقفی کا خاندان نسلاً بعد نسلٍ قضاء شرعی کے فرائض انجام دیتا رہا (۱۱) ۔ محمد بن قاسم نے سندھ کے عدالتی نظام میں شریعت مطہرہ کے مطابق تبدیلیاں کیں اور قانون کے ان حصوں کو بدل دیا جو برہمن راجاؤں نے اپنی اغراض کیلئے نافذ کر رکھے تھے (۱۲) ۔

محمد بن قاسم کے بعد سندھ سواسو برس تک دمشق پھر بغداد کا جز رہا ۔ تیسری صدی ہجری کے نصف آخر میں عباسی خلیفہ متوکل کے قتل ہونے کے بعد ۲۴۷ھ میں ہباریوں نے منصورہ پر قبضہ کر کے پورے سندھ پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی ۔ ہباری حضرت ہبار بن اسود صحابی کی اولاد میں سے تھے ۔ ہباریوں نے

سندھ میں قضاء شــرعی کا نظم قائم کر رکھـا تھـا اور حدود و تعزیرات پوری طرّح نافذ کی جاتی تھیں ۔ عــلماء و فقھاء کا منصب قضاء پر تقرر ھوتا تھا ۔ تیسری اور چوتھی صدی ھجری میں سندھ میں سیاحت کیلئے آنے والے سیاحوں نے قضاء شرعی کی عملداری کے حالات قلمبند کئے ھیں ۔

عمر بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ھبـاری کے عھد میں مسعودی نے سندھ کی سیاحت کی اور ۳۰۳ھ میں منصورہ کے قاضی القضاۃ قاضی محمد بن ابی الشوارب کے صاحبزادے علی بن محمد قاضی سے ملاقات کی ۔ (۱۳)

۳۷۵ ھ میں مشھور سیاح مقدسی بشاری سندھ آیا ۔ اس نے یہاں کے دینی اور عــلمی احوال کو تفصیل سے بیان کیا ھے ۔ منصورہ میں اسکی ملاقات قاضی ابو محمد منصوری سے ھوئـی جو یہاں ظاھری مسلک کے مقتدر عالم تھے اور صاحب تصانیف تھے ۔ (۱۴)

۳۷۷ ھ میں ابو دلف مسعر بن مھلھـل ینبــوعی کا سندھ سے گذر ھوا ۔ وہ اپنے سفرنامہ میں منصورہ کے حاکم یحیی بن محمـد ھباری کا ذکر کرتا ھے ۔ اس کے عھد میں سندھ میں قضاء شرعی کا باقاعدہ نظم قائم تھا اور حدود و تعزیرات جاری ھوتی تھیں (۱۵) ۔ یاقوت حموی نے اس عھد کے مذھبی احوال کی تعریف کی ھے ۔ اس کے بیان سے اندازہ ھوتا ھے کہ دولت ھباریہ کا فقھی مسلک حنفی تھا اور قضــاء شرعی میں فقہ حنفی کا رواج تھا ۔

دولت ھباریہ منصورہ کی طرح دولت سامیہ مــلتان جو اس عھد میں سندھ میں شامل تھی وھاں بھی قضاء شرعی کی عملداری تھی ،

قضاۃ کا باقاعدہ تقرر ھوا کرتا تھا اور قاضی شرعی حدود کا اجـــرا کرتے تھے ـ ابو دلف ینبوعی ملتان کے بارے میس رقمطـراز ھے ،

„الاسلام بها ظاھـــر و الامر بالمعروف والنھی عن المنکر بہا شامل ـ"

ملتان میں اسلامی شان ظاھر و غالب ھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر عام ھے ـ (١٦)

دولت متغلبه طـــوران جسکا دارالحکومت خضدار تھـا ان کا عـــمومی مـــذھب خارجی تھا ، وہ شرعی حدود و تعزیرات کے سختی سے پابند تھے ، ابن حوقل (٣٥٨ھ) نے طوران کے بارے میں لکھا ھے که طوران پر اھل بصرہ میں سے ایک شخص ابو القاسم نامی حکومت کرتا تھا وھی حاکم بھی تھا قاضی بھی تھا اور فوج کا امیر بھی تھا (١٧) ـ سندھ سے ملحق ریاست منگرور کے ھنـــدو راجه بلھرا نے اپنی مسلم رعایا کیلئے ایک شعبه ھنرمه کا قائم کر رکھا تھا جو بلاد اسلام کے عہد قضا سے مماثل تھا ـ ریاست میں ھنرمن صرف مســلمان ھوا کرتا تھا جو شـــریعت کے مطابق فیصله کیا کرتا تھا ـ ٣٠٤ ھ میں جب مسعودی کا اس ریاست سے گذر ھوا تو اسکی بندرگاہ چیمور جسے اھل عرب صیمـــور کہتے تھے وھاں ابو سعید معروف بن زکریا ھنرمن کے عہدے پر فائز تھے ـ بزرگ بن شہر یار ناخدا نے یہاں کے ایک ھنر من عبـــاس بن ھامان کا ذکر کیا ھے ـ (١٨) غرض یه که دیار سندھ میں عربوں کے زیر اثر ریاستوں میں بھی قضاء شرعـی کی عملداری کا اھتمام موجود تھا ـ

ھباریون کے بعـــد سندھ پر قرامطه کا تسلط ھو گیا جس کو ٤١٦ھ میں ســلطان محمـــود غزنوی نے ختم کیا اور ٤٤٣ھ تک

سندھ کا نظم و نسق غزنویوں کے معتمدین کے سپرد رہا ۔ پھر ۵۸۲ھ سے غزنویوں کے بجائے غوریوں کا دخل ہو گیا ۔ جنکی کمزوریوں کیوجہ سے سندھ پر سومرہ قبیلہ کو تسلط حاصل ہو گیا جو ۷۵۲ھ تک برسراقتدار رہے اور سندھ کا سلطنت دھلی سے رابطہ کمزور رہا ۔ اس عہد کے تفصیلی حالات پردہ خفا میں ھیں ۔ خلجیوں کے ایک گورنر حضرت خاں نے سندھ میں نظام قضاء کے قیام میں اھم کردار ادا کیا ۔ اس نے سندھ کے چھوٹے چھوٹے پرگنوں کا دورہ کیا اور شہروں میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ شراب پینے کی سختی سے ممانعت تھی ، جھوٹ بولنے پر بھی سزا ھوتی تھی ۔ سرکاری افسر شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلے کرتے تھے(۱۹) خفیہ پولیس کا محکمہ بھی قائم تھا ۔ اسی عہد میں سندھ کے ایک قاضی صدرالدین صدر جہاں مملکت ہند بنائے گئے اور ایک عالم مولانا جلال الدین بھکری مستوفی الممالک کے عہدے پر فائز تھے ۔ دیار سندھ ھی کے ملک حمیدالدین قاضی القضاۃ کے عہدے پر مقرر ہوئے تھے ۔ اس دور کے دوسرے قضاۃ میں قاضی فخر الدین نافلہ ، قاضی فخر الدین کرمانی ، قاضی زین الدین نافلہ ، قاضی علاء الدین ، قاضی کمال الدین کولوی قابل ذکر ھیں (۲۰) ۔ قاضی علاء الدین اور قاضی کمال الدین دھلی دربار میں صیغہ قضا سے منسلک تھے (۲۱) ۔

۷۳۴ ھ میں ابن بطوطہ نے سندھ کا سفر کیا تو اس وقت سید کمال الدین سندھ میں قاضی القضاۃ تھے ۔ بھکر میں اسکی ملاقات قاضی صدر الدین اور قاضی ابو حنیفہ سے ھوئی تھی ۔ ابن

بطوطه نے حضرت شیخ عثمان لعل شہباز قلندر کے مدرسه میں قیام کیا تھا ۔ اُس نے شیخ ظہر الدین بھکری اور شیخ برھان الدین بھکری کو سندھ کے فقہاء کبار میں شمار کیا ھے (۲۲)۔ اسی عہد میں قاضی فصیح الدین لاھری جو پہلے ھرات کے قاضی تھے سندھ تشریف لائے اور لاھری بندر میں قاضی مقرر ھوئے (۲۳)۔

سومرہ قبیلہ کے بعد سندھ سمہ قبیله کے قبضه میں آیا جو ۷۲۶ھ سے ۹۲۷ ھ تک سندھ کے فرمانروا رھے ۔ سمه حکمراں دھلی سلطنت ھی کے طرز پر محکمه جاتی نظام قائم کئے ھوئے تھے (۲۴)۔ دیوان قضا ھوتا تھا جس کے چیف کو قاضی القضاۃ کہتے تھے ۔ صدر الصدور جنکا تعلق انتظامیه سے ھوتا تھا مذھبی معاملات میں قاضی القضاۃ کے ماتحت کام کرتا تھا ۔ بڑے شہروں میں قاضی مقرر ھوتے جو شریعت کے احکامات کے نفاذ کی نگرانی بھی کرتے ۔ بڑے شہروں میں کوتوال مقرر ھوتے تھے جو امن و امان کے قیام سے لیکر مذھبی و اخلاقی احوال کے احتساب کے بھی ذمه دار ھوتے ۔ قاضی ان کے معاملات میں دخل نه دیتے تھے ۔ البته ان کے فیصلوں اور زیادتیوں کے خلاف اپیل کی سماعت اور فیصلے کر سکتے تھے (۲۵) ۔ اس طرح عدلیه کو فوقیت حاصل تھی ۔ اس عہد میں جن قضاۃ کا ذکر ملتا ھے وہ حسب ذیل ھیں ۔ جام فیروز کے عہد میں قاضی عبداللہ،

جام سنجر کے عہد میں قاضی معروف (۸۵۸ ھ) کا ذکر ملتا ھے ۔ قاضی معروف کے بارے میں رشوت کی شکایت پر جام سنجر نے قاضی معروف کی معذرت کی قبول کرتے ھوئے ان کی گذارہ رقم میں اضافه کر دیا تھا تاکه قاضی اپنے فرائض منصفانه

طور سے جاری رکھ سکے (۲۶) ۔ جام صلاح الدین بن جام تماچی کے زمانے میں قاضی حماد قاضی صُدو اور قاضی نعمت اللہ قضا کے دیوان سے منسلک تھے ۔ قاضی نعمت اللہ کے صاحبزادے قاضی سائیں ڈنو (۹۸۱ ھ) نے اپنے خاندانی منصب کو جاری رکھا جو مرزا عیسیٰ اور مرزا باقی کے ہمعصر تھے (۲۷) مگر اس خاندان کا سب سے زیادہ تابناک عہد جام نظام الدین معروف بجام نندہ کا ہے ۔ اس کے زمانے میں احیاء شریعت مطہرہ اور فروغ علوم دینیہ کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ مآثر رحیمی کا مصنف رقمطراز ہے ۔

احیاء سنن و رواج مدارس بنوعی در سند مقرر بود که زبان خلق از تحریر آں عاجز است (۲۸) ۔

جام نندہ (۹۱۴ ھ) کے زمانے میں جن قضاۃ کو شہرت حاصل ہوئی ان میں قاضی صدر الدین سندھی اور قاضی عبدالرحمن بن محمود بن ابی سعید الحنفی قابل ذکر ہیں ۔ ان کے عہد میں ٹھٹھ بھکر کے علاوہ کاہان ، سہوان ، دربیلو ، ہالا ، کنڈی ہر جگہ مناصب قضا پر علماء و فقہاء مقرر ہوئے (۲۹) ۔ جام نندہ کے زمانے سے قضاء شرعی کی وسعت ، شریعت مطہرہ کا رواج ، اور علوم دینیہ کی اشاعت کا جو سلسلہ قائم ہوا تھا وہ آنے والے ادوار میں تابندہ اور روشن تر نظر آتا ہے ۔ ۹۲۶ھ کے بعد سندھ میں ارغون کی حکمرانی کا آغاز ہوتا ہے ۔ ارغون محافظ اسلام ہونے کے مدعی تھے ۔ اس طرح تبلیغ اسلام اور شرعی احکامات کو جاری کرنا اپنے فرائض میں سے سمجھتے تھے ۔ علماء کی سرپرستی ، دینی علوم کے مراکز کے انتظامات ان کی ترجیحات میں داخل تھے ۔

قضـــاء شرعی کے نظام کو ان کے عہـــد میں بڑی وسعت اور اہمیت حاصل ہوئی ۔ ارغـــون نے سندھ میں پہلی مرتبہ امـــور مذہبی میں مشاورت کیلئے شیخ الاسلام کے تقرر کا آغاز کیا جو حکمـران کو مشـــورہ دینے کے عـــلاوہ مذہبی امـــور کی نگرانی اور احتساب کے صیغہ کا بھی سربراہ ہوتے اور ائمہ مساجد کا تقرر کرتے تھے ۔ البتہ دھلی سلطنت کے برخلاف سندھ میں شـــیخ الاســـلام قاضی القضاۃ کی طرح کام نہ کرتے تھے اور نہ قاضیوں کا تقـــرر کرتے تھے بلـــکہ حکمراں اور علماء کے مابین صرف رابطـــہ کا کام انجام دیتے تھے (۳۰)

ارغون حکمراں براہ راست قاضیوں کا تقرر کرتے تھے اگـــرچہ عموماً قاضیوں کا تقرر وراثتاً ہوتا تھا مـــگر یہ موروثی حق نہ ہوا کرتا تھا ۔ چنانچہ عـــلم و تقویٰ کی بنیاد پر نئے افراد بھی قاضی مقرر ہوتے تھے جو عام طور پر مدت العمر قضا کے فـــرائض انجـــام دیتے تھے الایہ کہ وہ خود اپنی مرضی سے علیحدہ ہو جائیں ۔ جیسے قاضی قاضن جـــنکو مـــرزا شـــاہ حســـن نے بھکر کا قاضی مقرر کیا تھا وہ کـــبر سنی کیوجہ سے از خـــود عـــلیحدہ ہو گئے اور قاضی نصر اللہ کا ان کی جگہ تقرر ہوا ۔ قضاۃ کو اپنی غیر جانبداری کی بنا پر ایسا استحکام حاصل تھا کہ حکومت کی تبدیلی بھی ان مناصب پر اثر انداز نہ ہـــوتی تھی چنانچـــہ شیخ محمد اوچی جنھیـــں مرزا شاہ حسن نے قاضی مقرر کیا تھا سلطان محمود کے اقتدار میں آنے کے بعـــد بھی اپنے عہدے پر کام کرتے رہے (۳۱) ۔

ارغون عہـــد میں ہـــر ضلع پر قـــاضی ہوا کرتے تھے ۔ پرگنوں پر "حکیم" مقـــرر ہوتے جو دوسرے امور کے علاوہ قاضی کے فیصلـــوں کو

نافذ کرتے اور ان کے تقاضے پورے کرتے - عدلیہ کا وقار اتنا بلند تھا کہ ارغون حکمراں خود بھی قانون شرع سے بالا نہ تھے - مرزا شاہ حسن کو قاضی شکراللہ نے عدالت میں طلب کیا تو ان کے ساتھ عام معمول کے مطابق کاروائی کی گئی - وہ قاضی کے سامنے کھڑے رہے اور مقدمہ میں ان کے خلاف فیصلہ ھوا - بسا اوقات حکمراں خود اپنے خلاف مقدمات عدالتوں میں لے جانے کا اھتمام کرتے اور عدالتوں میں انصاف کی عملداری کا اھتمام کرتے (٣٢) - قضاۃ خود بھی منصبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے، بصورت دیگر مستعفی ھو جاتے - قاضی شکراللہ اور قاضی دتہ سوستانی نے استعفے دیئے - مسلک کے اختلاف کو برداشت کیا جاتا تھا چنانچہ قاضی قاضن اور شیخ محمد اوچی جو مسلک کے اعتبار سے مہدوی تھے اپنے مناصب پر کام کرتے رہے تھے (٣٣) -

ارغون عہد کا آغاز شاہ بیگ ارغون سے ھوتا ہے- شاہ بیگ خود بھی دینی علوم کا فاضل تھا - اس نے اپنی مشاورت کیلئے سب سے پہلے شیخ میرک محمود بن میرک ابو سعید پورانی کو سکھر و بھکر کا شیخ الاسلام مقرر کیا - پھر پورانی خاندان کے افراد پشت در پشت اس منصب کے حامل رھے- باقی ترخان کے عہد میں سید علی ثانی شیخ الاسلام تھے - ان کے بعد میرک عبدالرحمان پھر میرک عبدالباقی شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے (٣٤) -

شاہ بیگ (٩٢٨ء) نے شیخ دتہ بن شرف الدین الحنفی سیوستانی کو سھون کا قاضی القضاۃ اور سید شکراللہ الاول بن وجیہ الدین کو ٹھٹھہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا (٣٥) - قاضی شکراللہ کا خاندان جو

سادات شکر الہی کے نام سے معروف تھا ، ٹھٹھہ میں مدت مدید تک دینی خدمات انجام دیتا رہا ۔ اسی خاندان کے خانوادے قاضی سید نظام الدین ٹھٹھوی بعہد عالمگیر فتاوئ عالمگیری کی ترتیب کیلئے سندھ سے منتخب ہوئے تھے (۳٦) ۔ شاہ بیگ کے عہد کے ایک قاضی ابوالحسن کا نام ملتا ہے جن کو شاہ بیگ نے بابر کے پاس کابل بھیجا تھا ۔ شاہ بیگ کے بعد سندھ کی ولایت اس کے لڑکے مرزا شاہ حسن کو ملی ۔ مرزا شاہ حسن نے ٹھٹھہ میں قاضی شکر اللہ کی جگہ شیخ محمد اوچی کو ۹۳٦ ھ میں قاضی القضاۃ مقرر کیا جو ۹٦۳ ھ تک اپنے منصب پر فائز رہے ۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ محمد یحییٰ مرزا عیسیٰ کے عہد میں قضا کے منصب پر فائز ہوئے ۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے قاضی شیخ فرید اول مرزا جانی بیگ کے عہد میں قاضی بنے ۔ اسی طرح نسل در نسل ان کے خاندانی سلسلہ کے افراد مغلوں اور کلہوڑوں کے زمانوں میں قاضی بنتے رہے ۔ تکملہ مقالات الشعراء کے مصنف ابراہیم خلیل ٹھٹھوی نے ان کے خاندانی سلسلہ کی تفصیلات قلمبند کی ہیں (۳۷) ۔ بھکر میں مرزا شاہ حسن نے شاہ قطب الدین کو شیخ الاسلام اور قاضی قاضن بن قاضی ابوسعید کو قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کیا تھا جو ۹۵۸ ھ میں فوت ہوئے (۳۸) ۔ اسی عہد میں مخدوم شرف الدین سہون میں مقرر ہوئے جو درس و تدریس کے سلسلہ سے بھی وابستہ تھے ۔ مرزا حسن کے بعد مرزا عیسیٰ اور مرزا باقی (۹۹۳ ھ) کے زمانے میں شیخ محمود ٹھٹھہ کے قاضی تھے اور سلطان محمود نے اپنے زمانے میں بھکر میں قاضی داؤد کو منصب قضاء سپرد کیا اور شیخ الاسلام کے منصب پر

شیخ قطب الدین کو برقرار رکھا (۳۹) ۔ اس زمانے کے دوسرے قابل ذکر قضاۃ حسب ذیل ھیں ۔

مفتی ابراھیم بن جمال الدین ، قاضی شیخ محمد ، قاضی عثمان دربیلوی ، قاضی وجیه الدین یگانه ، قاضی عتیق اللہ ، قاضی شیخ احمد ، قاضی کاشانی ، مفتی عبدالوھاب پورانی جن کا مجموعه فتاویٰ ، فتاویٰ پورانیه کے نام سے مشهور ہے اور جو اپنے عهد میں بڑی اهمیت اور مقبولیت کے حامل تھے ۔ یه سب حضرات دیوان قضا سے منسلک تھے (۴۰) ۔

ارغون و ترخان کے بعد سندھ مغلوں کے زیر اقتدار آیا جن کے عهد میں سیاسی حالات اگرچه غیر مستحکم تھے مگر سندھ میں علوم اسلامیه کا فروغ بڑھتا رھا اور یهاں بڑے بڑے قضاۃ اور فقهاء کرام پیدا ھوئے جو اپنے علم و فضل اور تقویٰ کی بنا پر گجرات برھانپور اور دارالسلطنت دھلی میں مناصب قضا پر فائز ھوتے رھے ۔ اس عهد میں دیوان قضا بهتر طور پر منظم کیا گیا ۔ قضاۃ اور منتظمه کے دوسرے شعبوں کے مابین اختیارات واضح طور پر معین کئے گئے ۔ صوبه میں چیف قاضی یا قاضی القضاۃ نه ھوتے تھے ، صوبائی گورنر اور صدر ھی قاضی اور میر عدل کا تقرر کرتے اور مذھبی امور کی نگرانی بھی کرتے تھے ۔ ھر سرکار میں قاضی اور کوتوال مقرر ھوتے ، کوتوال پولیس کے سربراہ اور مجسٹریٹ کے فرائض انجام دیتا ، اھم مقدمات خاندانی معاملات اور تقسیم وراثت کے فیصلے قاضیوں کے سپرد ھوتے ۔ ضلعی قاضی اپنی مدد کیلئے چھوٹے مقامات کیلئے معاون قاضی مقرر کرتے تھے ۔ مفتی ملازم نه ھوتے البته قضاۃ اپنی مشکلات حل کرنے

کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے - فوج کے شعبہ کیلئے علیحدہ قاضی مقرر ہوتے جو قاضی عسکر کہلاتے تھے (۳۱) - مغلوں کے ابتدائی عہد میں مناصب قضا کا تاحیات باقی رہنے کا طریقہ ختم کر دیا گیا تھا ، تبادلے کرنے اور نئے تقرر کرنے کا آغاز ھوا (۳۲) - مغل حکمراں آزاد عدلیہ اور محکمہ سراغرسانیٔ کے ذریعہ اپنے گورنروں کی مطلق العنانی کو روکنے اور نگرانی کا کام لیتے تھے - قضاۃ کو انتظامیہ پر بالادستی حاصل تھی - چنانچہ نواب مریدخاں ٹھٹھہ میں اپنے گھر کے راستے سے بقر قصابوں کی دکانیں ھٹانا چاھتے تھے تاکہ اس کی فوج کے ھندو اور راجپوت سپاھیوں کیلئے بدمزگی کی صورت نہ پیدا ھو - مگر ٹھٹھہ کے قاضی نے بقرقصابوں کی دکانیں ھٹانے کی اجازت نہ دی بلکہ مزید دکانیں کھولنے کی اجازت دیدی (۳۳) - بھرحال وقت گذرنے کے ساتھ قضاۃ کی یہ اھمیت باقی نہ رھی - جبکہ قضاۃ کے مناصب علم و فضل کے بجائے بااثر قاضیوں کے خاندانوں میں موروثی طور پر منتقل ھوتے رھے -

مغلیہ عہد میں قضاۃ کو امداد معاش کے علاوہ معافی کی زمینیں بھی عطا کی جاتی تھیں (۳۴) - سندھ کے بعض قضاۃ کو عہد مغلیہ میں بڑی منزلت حاصل ھوئی جیسے قاضی جلال الدین بھکری جو اپنے فضل کی بنا پر آگرے میں قاضی مقرر ھوئے (۳۵) - قاضی ابراھیم ٹھٹھوی عہد شاھجہانی میں دھلی میں قاضی عسکر بنائے گئے - عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی نظام الدین ٹھٹھوی اور قاضی ابوالخیر ٹھٹھوی کو فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والی جماعت میں شامل کیا تھا اور مفتی ابوالقاسم بن مفتی داؤد سندھی کو عالمگیر

نے اپنی مجلس قضا کا ممبر مقرر کیا تھا جنکی وفات پر ان کے شاگرد رحمت اللہ سندھی نے " ذھب العلم من السند " ۱۱۰۳ ھ تاریخ وفات نکالی ۔ سندھ کے ایک اور قاضی مخدوم عبدالرحمن کو عالمگیر نے حرمین شریفین کی نذور کا متولی مقرر کیا تھا (۳۶) ۔ مغل حکمرانوں کے عہد میں سندھ میں حسب ذیل قضاۃ نے نمایاں خدمات انجام دیں عہد اکبری میں مخدوم اسد اللہ کندی ریاست خیرپور میں قاضی القضاۃ مقرر ہوئے (۳۷) ۔ دربیلو میں قاضی عثمان (۱۰۰۲ ھ) قاضی تھے ۔ جہانگیری اور شاھجہانی عہد میں قاضی علی محمد اول ٹھٹھہ میں قاضی تھے ۔ ان کے دوسرے بھائی نورمحمد بھی قاضی کے منصب پر فائز تھے (۳۸) ۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں قاضی محمد حسین اول بن قاضی علی محمد اول ٹھٹھہ کے قاضی رہے ۔ ان کی وفات ۱۱۰۷ ھ میں ہوئی ۔ نصرپور میں مخدوم قاضی محمد اکرم (۱۱۱۸ھ) پاٹ میں مخدوم عبدالواحد الکبیر پاٹائی قاضی مقرر ہوئے۔

عالمگیر نے مولانا داؤد (۱۱۱۳ھ) کو شرعی وکیل اور مفتی مقرر کیا (۳۹) ۔ اسی عہد میں نصرپور میں مخدوم عبدالرحمن مسعود قریشی دیوان قضاۃ سے منسلک تھے ۔ مغل بادشاہ محمد شاہ کے عہد میں ٹھٹھہ میں قاضی ابوالبقا بن عبدالرحمن قاضی القضاۃ تھے اور نصرپور میں قاضی عبدالرحمن الحنفی قاضی تھے (۵۰) ۔

کلہوڑہ قبیلہ ۱۱۱۱ھ سے ۱۱۹۹ھ تک سندھ میں حکمراں رہا۔

کلہوڑوں کا مسلک مہدوی سے تعلق تھا ، اپنے کو فقیر کہنے پر فخر کرتے تھے ۔ میاں نور محمد کلہوڑہ کو شریعت سے بڑی عقیدت اور محبت تھی ۔ اس نے حکمرانی کی ذمہ داریوں کے ساتھ قرآن

شریف کے چار نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے ۔ نور محمد کلہوڑ کو قضاء شرعی اور شریعت کی پابندی سے جو تعلق تھا اس کا بخوبی اظہار اس کی منشور الوصیت سے ہوتا ہے ۔ عدالتی فیصلوں کے سلسلہ میں اس کی وصیت تھی ۔

" اگر مقدمه اسلام واقع شود آں به علماء رجوع کنند هرچه بموجب شرع شریف فتویٰ دهند برآں عمل کنند " ۔

اسی طرح فقہی مذہب اختیار کرنے کے بارے میں اس نے لکھا ،

" باید که مذاهب هر چهار برحق باید دانست فاما بزرگان ما در مذهب امام ابوحنیفه بودند وشمایاں نیز همیں مذهب اختیار کنید "(۵۱)

میاں نورمحمد کلہوڑو کے عہد میں ٹھٹھہ میں قاضی محمد امین منصب قضا پر تھے ۔ نورمحمد کے بعد غلام شاہ کلہوڑو سندھ کے والی ہوئے ۔ انھوں نے اپنے زمانے کے قدوۃ العلماءحضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کو ٹھٹھہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا ۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منشور عمال حکومت کیلئے تیار فرمایا تھا جس کو غلام شاہ کلہوڑو نے ۲ شعبان ۱۱۷۲ ھ کو بتاکید نافذ العمل قرار دیا (۵۲) ۔ ان کے عہد میں ٹھٹھہ میں قاضی محمد محفوظ اول ۱۱۶۰ھ سے ۱۱۷۳ ھ تک قاضی رہے ۔ میاں سرفراز کلہوڑو کے دور میں مخدوم عبداللطیف ۱۱۸۸ھ تک قاضی عسکر رہے (۵۳) ۔ اور قاضی محمد یحییٰ ثانی ۱۱۷۳ھ سے ۱۱۸۸ھ تک ٹھٹھہ میں قاضی رہے ۔ اسی طرح قاضی قطب الدین اورنگا بندر میں قاضی تھے (۵۴) ۔

تالپور ۱۱۹۹ھ کے بعد سندھ کے حکمران بنے ۔ ان کا نظام

حکومت مغلوں اور کلہوڑوں کے نمونے پر تھا - شہروں کی حفاظت کوتوال کی نگرانی میں ہوتی تھی - عدالتی کھاتہ قاضیوں کے ذمہ ہوا کرتا تھا۔مسلمانوں کے فیصلے قاضی شرع کے مطابق کرتے تھے اور ہندوؤں کے فیصلے پنچائت کے ذریعے ہوتے تھے - قتل کے جرائم کا فیصلہ قاضیوں کے مشورے سے میر صاحبان خود کرتے - خونبہا کے عوض قاتلوں کو مقتول کے ورثا اور رشتہ داروں کے حوالہ کر دیا جاتا تھا - قصاص یا دیت لیکر چھوڑنے میں وہ مختار ہوتے تھے - بعض دفعہ قتل کے مجرموں کو سنگسار بھی کیا جاتا تھا - کبھی دوسری تعزیری سزائیں بھی دی جاتی تھیں - چوری کی سزا قطع ید نہ دی جاتی تھی البتہ تعزیری طور پر ناک کان وغیرہ کاٹے جاتے تھے - کوتوال اور انتظامیہ کے دوسرے افسر اہم مسائل میں قاضیوں سے مشورہ طلب کرتے تھے (۵۵) -

تالپوری عہد میں میر فتح علی خاں کے زمانے میں مخدوم عثمان متعلوی مخدوم عبدالواحد سیوستانی اور قاضی محمد شکارپوری دیوان قضا سے وابستہ تھے - ان قضاۃ کے بعد مخدوم محمد عارف نے خاص شہرت حاصل کی - ٹھٹھہ میں قاضی محمد حسین (۱۲۰۵ھ) پھر ان کے صاحبزادے قاضی محمد یحییٰ ثالث (۱۲۵۸ھ)(۵٦) ، میرپور میں قاضی محمد ابراہیم (۱۲۵۰ھ) مٹھن کوٹ میں قاضی احمد علی (۱۲۳۱ھ) اور آخری عہد میں قاضی میاں لال محمد متعلوی (۱۳۵۴ھ)مولانا عبدالغفور ہمایونی جیسے بزرگوں کو اپنے علم و فضل کی بنا پر بڑی مقبولیت حاصل رہی - مگر شرعی قانون کے نفاذ میں بہت زیادہ ضعف پیدا ہو گیا تھا - جس کی بڑی وجہ صاحب اقتدار

حکمرانوں کی دین سے بے پرواھی اور انتظامیہ میں ھندو اھلکاروں کا بڑھتا ھوا عمل دخل تھا ۔

غرض یہ ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں باب الاسلام سندھ کو قضاء شرعی کے باب میں خاص مقام حاصل ہے۔ صیغہُ قضا کے نظام کی وسعت ، عدلیہ کی غیر جانبداری اور بالادستی ، قضاۃ کرام کی شہرت اور مقبولیت کی بہت ھی درخشاں مثالیں ھمیں سندھ کی تاریخ میں ملتی ھیں ۔

حـوالہ جات

۱ ۔ القرآن ۔ سورۃ المؤمن ۔۲۰

۲ ۔ القرآن ۔ سورۃ ص ۔ ۲۶

۳ ۔ الکاسانی متوفی ۵۸۷ ھ ، بدائع الصنائع جلد ھفتم ص ۲ ۔ بحوالہ ادب القاضی ، تدوین محمود احمد غازی ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۔

۴ ۔ الماوردی ادب القاضی جلد اول ص ۱۳۷ ، ۱۳۸ ۔ بحوالہ ادب القاضی تدوین محمود احمد غازی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔ اسلام آباد ۔

۵ ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، خطبات بھاولپور ، ص ۲۵۷

۶ ۔ السنن الکبری للبیھقی ، ج ۱۰ ، ص ۸۹

۷ ۔ محمد الشربینی الخطیب ، مغنی المحتاج جلد چھارم ص ۳۷۲ ۔ بحوالہ ادب القاضی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔

۸ ۔ احمد بن محمد دردیر ، الشرح الصغیر جلد چھارم ص ، ۱۹۱ ۔ بحوالہ ادب القاضی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔ اسلام آباد ۔

۹ ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، خطبات بھاولپور ، اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور ص ، ۲۲۵

۱۰ ۔ قاضی اطھر مبارکپوری ، عرب و ھند عھد رسالت میں ص ، ۹۳

۱۱ ۔ میر علی شیر قانع تتوی ، تحفۃ الکرام ، سندھی ادبی بورڈ ص ۵۵ ۔ ۶۱۳ ھ میں جب شیخ حامد بن ابوبکر الکوفی سندھ میں ناصر الدین قباچہ کے عھد میں آئے تو اسی خاندان کی دسویں پشت کے ممتاز عالم قاضی اسماعیل بن علی الثقفی سے ملے تھے جو بھکر میں قاضی القضاۃ تھے اور انھی سے تاریخ السند المعروف بہ منھاج المسالک حاصل کیا ۔ چچ نامہ اردو ترجمہ سندھی ادبی بورڈ ص ۳۳۳

۱۲ ۔ رحیم داد خاں مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۱۸۶

۱۳ ـ سید سلیمان ندوی ، عرب و هند کے تعلقات ص ۳۳۳ ـ ڈاکٹر جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درس گاہ ص ۱۰۹ ـ اسی حکمران کے والد عبداللہ بن عمر ھباری نے ۲۷۰ ھ میں ارور کے راجہ مہروق بن راٹک کی فرمائش پر قرآن شریف کا سندھی ترجمہ کرایا تھا جو غالباً قرآن کا کسی دوسری زبان میں پہلا ترجمہ ہے ـ ابو ظفر ندوی ـ تاریخ سندھ ص ۳۵۷

۱۴ ـ سید سلیمان ندوی ، عرب و ہند کے تعلقات ص ۲۳۳

۱۵ ـ قاضی اطہر مبارک پوری ، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۱۲۱

۱۶ ـ قاضی اطہر مبارک پوری ، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۲۳۲

۱۷ ـ قاضی اطہر مبارک پوری ، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۳۸۴

۱۸ ـ اعجاز الحق قدوسی ، تاریخ سندھ جلد اول ص ۳۷۸

۱۹ ـ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ۳۳۸

۲۰ ـ رحیم داد مولائی شیدائی ، جنت السند ص ۲۸۷

۲۱ ـ مولانا مسعود علی ندوی ، ہندوستان عربوں کی نظر میں ص ۲۶۶

۲۲ ـ محمد اسحاق بھٹی ، فقہاء ہند جلد اول ص ۲۶۷

۲۳ ـ انصار زاہد خان ، History and Culture of Sind ص ۹۰

۲۴ ـ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۳۶۷

۲۵ ـ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۳۶۷

۲۶ ـ ڈاکٹر جمن تالپور ، سند جا اسلامی درسگاہ ص ۱۸۱

۲۷ ـ میر علی شیر قانع ، تحفۃ الکرام ص ۱۰۵ ـ ڈاکٹر محمد جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ۱۳۸

۲۸ ـ میر معصوم علی ، تاریخ معصومی ص ۲۷۵ ـ نزہۃ الخواطر ج ۴ ، ص ۱۳۸ ـ ۱۳۹

۲۹ ـ انصار زاہد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۰

۳۰ ـ انصار زاہد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۱

۳۱ ـ انصار زاہد خاں History and Culture of Sind ص ۱۰۲

۳۲ ـ انصار زاہد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۰

۳۳ ـ انصار زاہد خاں ، History and Culture of Sind ص ۹۹

۳۴ ـ میر معصوم تاریخ ، معصومی ص ۲۷۵

۳۵ ـ حسام الدین راشدی ، معارف ۱۹۴۷ ، فتاویٰ عالمگیری کے دو سندھی مؤلفین ص ۳۳

۳۶ ـ ابراہیم خلیل ٹھٹھوی ، تکملہ مقالات الشعراء ص ۱۱۹

۳۷ ـ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوم ص ۱۰۳

۳۸ ـ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوئم ص ۱۳۲

۳۹ ـ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوئم ص ۹۹

۴۰ ـ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ، The Administration of Delhi Sultenat ص ۲۰۲

٣١ ـ انصار زاهد خان، History and Culture of Sind. ص ١١٣

٣٢ ـ انصار زاهد خان، History and Culture of Sind ص ٣٠١

٣٣ ـ انصار زاهد خان، History and Culture of Sind. ص ١٢٨

٣٤ ـ ڈاکٹر جمن تالپور، سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ١٨٣

٣٥ ـ میر معصوم، تاریخ معصومی ص ٣٣٢

٣٦ ـ ڈاکٹر جمن تالپور، سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ٣٧

٣٧ ـ اعجاز الحق، تاریخ سندھ جلد دوم ص ـ معصومی ص ٢٣٧

٣٨ ـ ڈاکٹر جمن تالپور، سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ١٨٣

٣٩ ـ میر معصوم، تاریخ معصومی ص ١٥٣ ـ دین محمد وفائی، تذکرہ مشاہیر سندھ ص ١١٦

٥٠ ـ نور محمد کلہوڑہ، منشور الوصیت ص ١٣

٥١ ـ اخبار الوحید آزاد نمبر، جون ١٩٣٦ء

٥٢ ـ مخدوم امیر احمد عباسی، مقدمہ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ ص ٣١

٥٣ ـ ابراھیم خلیل، تکملہ مقالات الشعراء ص ١١٩

٥٤ ـ رحیم داد مولائی شیدائی، تاریخ تمدن سندھ ص ٥٨٢ ـ ٥٨٣

٥٥ ـ ابراھیم خلیل، تکملہ مقالات الشعراء ص ١١٩

٥٦ ـ ڈاکٹر جمن تالپور سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ٢٧١